مجاہدِ اعظم

حصہ اول

شاکر حسین امروہوی

maablib.org

کراچی

مجاہدِ اعظم

حصۂ اول

تحقیقات صحیح و سوانح مستند حضرت سید الشہداء امام الثقلین امام حسینؑ

اور

مکمل حالات و اسباب واقعہ ہائلہ کربلا

مصنفہ

مؤرخِ نامور و محقق بے بدل

حضرت مولوی سید شاکر حسین صاحب نقوی امروہوی

ناشرین

کارکنان اُردو ادبستان جے پور

مطبوعہ [illegible] پریس دہلی

قیمت

چار روپے

maablib.org

(۳۰) اہل بیت کا سر برہنہ کیا جانا

(۳۰) مخدراتِ عصمت کا مکشوف الوجوہ شتران بے کجاوہ و عماری پر سوار کرنا۔ سید الساجدین کو خدمت ساربانی دیا جانا اور شہر بشہر تشہیر گران واقعات کی نسبت بھی اکثر مورخوں نے یہی لکھا ہے لیکن بعض علما اس کے خلاف ہیں چنانچہ علامہ مجلسی جلاء العیون میں لکھتے ہیں۔

"پس ام کلثوم دختر دیگر حضرت سیدۃ النسا صدا بگریہ بلند کرد۔ وانہ ہودج محترم ندا کرد"

پھر آگے مسلم جصاص کی روایت لکھ کر اس کی زبانی تحریر کرتے ہیں۔

"ناگاہ دیدم کہ نزدیک بجیل کجاوہ و محمل پیدا شد۔ گفتند حرم محترم سید الشہدا و فرزندان فاطمہ زہرا دریں محمل ہا یند"

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

"زنان اہل کوفہ از مشاہدۂ احوال آں ستمزدگان ذوالجلال می گریستند ام کلثوم چوں صدائے گریہ ایشاں را شنید از میان محمل صدا زد"

اس کے بعد لکھتے ہیں

"چوں زینب خاتون را نظر بر سر آں سرور افتاد سر خود را بر چوب محمل زد"

ان ہی واقعات کو اسی طرح ملائے موصوف نے کتاب بحار میں بھی تحریر کیا ہے۔ مرزا سپہر کاشانی ناسخ التواریخ جلد ششم صفحہ ۳۱۶ میں اس واقعہ کو ایک دوسرے پیرایہ سے لکھتے ہیں۔

"دختران پیغمبر را مکشفات الوجوہ بے مقنعہ و خمار بر شتران بے وطاء وہودج سوار کردند و بعضے را در محمل ہا وہودج ہائے پردہ دوشش جائے دادند"

فاضل دربندی نے اسرار الشہادۃ میں ایک تیسری صورت بیان کی ہے کہ حضرت زینب و ام کلثوم مکشوفۃ الرؤس و الوجوہ نہ تھیں بلکہ کنیزیں خدمت گاریں اور اطفال اس حال میں تھے۔ صاحب طراز مذہب مظفری صفحہ ۳۱۰ اور ۳۰۸ میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اگر مکشفات الوجوہ تھیں تو بنات غیر بالغہ اور نسوان غیر معظمہ یعنی کنیزیں اور خدمت گاریں"

بہرحال ان مقامات سے اتنا ضرور پایا جاتا ہے کہ اہل حرم شتران بے کجاوہ وعماری پر سوار نہ تھے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ محملوں کے اندر پردوں میں تھے۔ چنانچہ ملائے کاشفی بحوالہ ابو حنیفہ دینوری صاف لکھتے ہیں کہ:۔

"صباح روز سوم خواتین اہل بیت را فرمود۔ تا جامہ ہا پوشیدہ و روہا برلبستہ بر شتراں سوار شوند"

پھر آگے چل کر لکھا ہے کہ

"ابو الفوائد آوردہ کہ اہل کوفہ در حوالی محامل اہل بیت غلو کردہ می گریستند حضرت زینب علیہا السلام از درون ہودج خود آواز داد"

کوفہ جناب امیر کا دار السلطنت رہ چکا تھا باوجود کوفیوں کی اس قدر بے وفائی اور غداری کے اب بھی وہاں ہزاروں ہوا خواہانِ اہل بیت موجود تھے۔ جو خوف جان و مال و آبرو سے کسی قسم کی جنبش نہ کر سکے۔ مگر ایک ایسی کارروائی جو خاندان رسالت کی توہین اور تذلیل کو انتہائی حد تک پہنچانے والی تھی۔ ضرور ان کے لئے اشتعال انگیز اور ہنگامہ عظیم پیدا کرنے والی تھی اور کوئی مدبر اور سیاست داں ایسی فاش اور خطرناک غلطی کا جو عام جذبات کو ہیجان میں لانے والی ہو ارتکاب نہیں

کر سکتا اس لئے ملائے کاشفی کا یہ لکھنا کہ "نساء و جواری امام حسین علیہ السلام او رکلہا ب
نشاندہ می بردند و آنکہ در بعضے کتب نوشتہ اند کہ سر او برہنہ بر شتران بے جہاز نشاندہ
بردند قولِ ضعیف است و بصحت نرسیدہ بلکہ بہر سبب وجہ کہ بردند آں نیز نسبت
با اہلبیت اہانت بود چہ ایشاں پردگیان حرم عصمت و ستر داران حرم
عفت بودند۔ آفتاب جہاں تاب بر فرقِ مبارک ایشاں سایہ نیندا ختہ بودہ و
باد عالم گرد۔ گرد حجرۂ پاکیزہ ایشاں نساختہ"۔ راستی و صداقت پر مبنی معلوم ہوتا
ہے اور ہم بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کیونکہ خاندان نبوت کی عورتوں اور خاتون
محشر کی بیٹیوں کو جو دین و دنیا کی شہزادیاں تھیں قیدیوں کی طرح ناخود کر کے
کوفہ اور دمشق تک لے جانا اور بھرے درباروں میں ان کی رو بکاری کیا تھوڑی
ذلت اور اہانت ہے۔

اس واقعہ کی بابت دو امور بیان کئے جاتے ہیں اول یہ کہ اہل حرم کے ساتھ
دشمنوں نے دُرّوں اور تازیانوں سے بے ادبی کی، دوسرے سید الساجدین کو
باوجود علالت اس لٹے ہوئے قافلہ کے اونٹوں کا ساربان بنایا، اور آپ
کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دمشق تک پا پیادہ گئے لیکن یہ دونوں واقعات سراسر
بے اصل و بے بنیاد ہیں جن کا تاریخی کتابوں میں کہیں تذکرہ نہیں پایا جاتا۔
رہی تشہیر بیشک اہل بیت اطہار کو قیدیوں کی طرح نامحرموں کی حراست
میں کوفہ سے دمشق تک متعدد شہروں اور قریوں میں ہو کر جانا پڑا۔ لیکن وہ
اثنائے راہ کے مقامات تھے فاتحانہ تشہیر کوئی سہل کام نہ تھا۔ ملک کے حصّہ
اعظم میں شورش ہو جاتی جیسا کہ بعض مقامات کے باشندے بمقابلہ پیش آئے
اور اس دستہ فوج کو جو ان اسیروں کے ساتھ تھا بھاگنا پڑا۔ بہر حال یہ باتیں
مبالغہ آمیز اور ناقابل اعتبار ہیں۔

(۲۱) قصۂ اُمّ حبیبہ خادمہ جناب سیدہ علیہا السلام

اکثر روضہ خوانوں کی زبانی ام حبیبہ کی روایت بہ کثرت سنی جاتی ہے صورت
اس کی یہ بیان کرتے ہیں کہ زنان قریش نے ایک موقعہ پر ام حبیبہ کو جناب سیدہ
کی خدمت مبارک میں ہدیۃً بطور کنیز پیش کیا تھا۔ بعد ازاں اس کا عقد ایک شخص باشندہ
کوفہ سے کر دیا گیا۔ بعد واقعہ شہادت داخلہ کوفہ کے وقت اہل حرم کے اونٹ
اتفاق سے ام حبیبہ کے مکان کے نیچے ہو کر نکلے۔ وہ بھی دوسری تماشائی عورتوں
کی طرح کوٹھے پر موجود تھیں اس وقت جناب سکینہ بہت پیاسی تھیں۔ ام حبیبہ کو
رحم آیا۔ پانی حاضر کیا اور دعا کے لئے ملتجی ہوئی۔ آخر میں جناب زینب نے اُم حبیبہ کو
اور اس نے اپنی مخدومہ کو پہچان لیا، اور وہ غش کھا کر کوٹھے سے گری اور انتقال
کر گئی۔ لیکن اس کے متعلق نہ کوئی تاریخی شہادت ہے نہ کوئی معتبر سند بجز معمولی اور
غیر مستند کتابوں میں اس کی موضوع اور بے سروپا روایتیں بھری ہوئی ہے مثلاً
نور العین اور بحر المصائب وغیرہ الخ میں ہم اس روایت کو بھی بکثرت پاتے ہیں۔ جو
تاریخی حیثیت سے کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ علامہ مجلسی نے جلاء العیون میں اتنا
ضرور ذکر کیا ہے

"چوں اہل بیت رسالت نزدیک کوفہ رسیدند۔ بیشتر مردمان اہل
کوفہ بنظارہ بیروں آمدند پس زنے از زنان اہل کوفہ پرسید کہ شما
از کدام اسیرانید گفتند ما ئیم اسیران آل محمد آں زن چوں ایشاں
را شناخت بسرعت از بام خانہ بزیر آمد و آنچہ در خانہ داشت از چادر
و مقنعہ برائے ایشاں آورد کہ خود را بایشاں پوشانند"۔

لیکن نہ تو اس عورت کا نام ہے نہ اس قصہ کو اس قدر طوالت دی ہے۔ جیسا کہ